تحریک تحفظ ختم نبوت تشدد کے ذریعے کچل دی گئی ،سینکڑوں مسلمان ناموس مصطفےٰ ﷺ پر قربان ہو گئے۔ امریکہ بہادر اس وقت کی لیگی قیادت سے بہت خوش ہوا تو اس وقت کے پاکستانی کمانڈر ان چیف جنرل ایوب خان کو جنہیں بانی پاکستان نے کسی گستاخی کی وجہ سے مستحق سزا قرار دیا تھا امریکہ بلایا اور انہیں کہا کہ تم نے دینی تحریک کو کچل کر جو کارنامہ سرانجام دیا ہے اس سے ہم بہت خوش ہیں ''مانگو انعام میں کیا مانگتے ہو'' جنرل ایوب نے جواب دیا ''فوجی امداد'' امریکہ نے کہا کہ ہم آپ کو فوجی امداد دینے کے لئے تیار ہیں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ آپ کا ہر کمانڈر انچیف ہماری سفارش کے مطابق ہوگا۔ تم پاکستان کی اصل طاقت ہو، ہماری خواہشات کے مطابق چلو گے تو ملک کے لئے ہم سے بہت کچھ حاصل کرلو گے اس طرح اُس سانحہ عظیم کا آغاز ہوا جواب ہمارے لئے سوہانِ روح بنا ہوا ہے۔ پاکستان کے عظیم محسن، پاکستان کو ایٹمی قوت بنانے والے، پاکستان کے دفاع کو نا قابل تسخیر بنانے والے ، باعظمت اور باوقار شخصیت ، ہر لحاظ سے محبّ وطن انسان ،عزم وہمت کے پیکر ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی یہ ذلت ورسوائی اُسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے، کہ انہیں قوم کے سامنے بلکہ پوری دنیا میں بطور مجرم پیش کر کے انہیں معافی مانگنے پر مجبور کیا گیا ہے اور ستم بالائے ستم یہ کہ اس طرح اپنے ہی خلاف ہم نے خود ہی دشمنوں کے ہاتھ میں ایف آئی آر تھما دی ہے جو کسی وقت ہمارے ایٹمی پروگرام کو سبوتاژ کرنے کے لئے دشمنانِ پاکستان واسلام کے لئے ایک بنیادی دستاویز ثابت ہوسکتی ہے۔ ہمارے جنرل صاحب اس فن میں اتارو ہیں کہ حقائق کو چھپا کر جھوٹ کے سہارے غلط بیانی کس طرح کی جاتی ہے۔ اسلام آباد میں ان کی پریس کانفرنس میں نے بھی اپنی آنکھوں سے دیکھی اور کانوں سے سنی ہے، اس کانفرنس میں کمال یہ تھا کہ ایک طرف ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی حب الوطنی، ان کی وطن کے لئے قربانی وایثار اور ان کی گراں قدر خدمات کے جنرل صاحب ترانے گا رہے تھے اور اسی زبان سے انہیں حریص، لالچی خوفِ خدا سے عاری انسان، جسے اپنی قبر یاد نہ ہو، روپے پیسے کا رسیا، دولت کا بھوکا کہہ کر ان کی کردارکشی بھی کر رہے تھے۔ دراصل وہ جو کچھ کہنا چاہتے تھے اس کے لئے ان کا دل ان کا ساتھ نہیں دے رہا اور جو کچھ وہ کہہ رہے تھے وہ ان کے دماغ کی پُرکاری وعیّاری تھی۔

صاف چھپتے بھی نہیں ، سامنے آتے بھی نہیں
عجب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں

سبحان اللہ! ڈاکٹر قدیر کو وہ لوگ بھی مجرم قرار دے کر معاف فرما رہے ہیں جو سراپا قوم وملک کے مجرم ہیں جو پہلے دن سے ہی امریکہ کے اشارے پر ناچتے چلے آرہے ہیں، جن کی جفا کاریوں اور غداریوں کے چرچے اب زمینوں پہ ہی نہیں آسمانوں پر بھی ہو رہے ہیں ۔جن کا سوائے امریکہ کی خوشنودی کے نہ کوئی مؤقف ہے نہ کوئی مشن، جن کو ''ہز ماسٹر وائس'' کہہ دیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ جن کی ساری جماعت قوم کی مجرم ہے کہ انہوں نے قوم کی دولت کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا ہے، ابھی کل کی بات ہے اور بی بی سی کی وہ نشریات آج بھی فضا میں موجود ہیں کہ انیس ارب روپیہ قوم کا قرض' جنرل مشرف نے ''شجاعت اینڈ کو'' کو جن میں چند فوجی جرنیل بھی شامل ہیں معاف کیا تھا تا کہ یہ قومی مجرم' جنرل کی صدارت کی راہیں صاف کر سکیں جس جماعت کے وزراء کی اکثریت کا دامن کرپشن سے آلودہ ہے، وہ جنرل صاحب سے ڈیل کر کے وزارتوں تک پہنچے ہیں۔

لطف کی بات تو یہ ہے کہ جس جرنیل کی قیادت میں یہ ملک امریکہ، روس، بھارت، اسرائیل کی ایماء اور خواہش پر دولخت ہوا، اس جنرل کو کسی نے قوم سے معافی مانگنے پر مجبور نہ کیا بلکہ اس کی موت پر اسے اکیس توپوں کی سلامی دے کر سپرد خاک کیا گیا جس

کے بارے یہ بات بھی اخبارات کی زینت بنی کہ اس نے کوئٹہ میں فوجی تربیت کے دنوں میں ایک ہوٹل کے اندر شراب کے نشے میں دُھت ہوکر بانی پاکستان کی تصویر کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے سڑک پر پھینک دیئے تھے۔اس سے تو کوئی معافی نہ منگوا سکا اور جولوگ ہر بار طوائف کی طرح الیکشن کے بعد منڈی میں بکاؤ مال کے طور پر سجتے ہیں اور بکتے ہیں، ملکی دولت سے اپنی تجوریوں کو بھرتے ہیں، جن کی عیاشیوں کی داستانیں کُو بکُو بکھری پڑی ہیں، جن کا نام زبان پر آتے ہی اُن کے گھناؤنے کردار کی سڑاند اس سے دل و دماغ متعفن ہوجاتے ہیں۔ جولوگوں سے ہر بار فریب اور جھوٹے وعدے کر کے اقتدار پر آتے ہیں اور دوران حکومت قوم کے کروڑوں روپے شیر مادر سمجھ کر ڈکار جاتے ہیں۔ان کو تو کسی نے معافی مانگنے پر مجبور نہ کیا۔ لے دے کے ایک ڈاکٹر قدیر خان ہی کیوں معافی کے لئے چنے گئے محض اس لئے کہ امریکہ یہی چاہتا تھا۔امریکہ کے یہ ایجنٹ لیاقت علی کا قتل پی گئے۔سید اکبر کی کہانی وضع کر کے جرمن نژاد قادیانی جسے باہر سے درآمد کیا گیا تھا جو لیاقت علی خان کا اصل قاتل تھا۔اسے بخریت ملک سے باہر بھیجنے والوں کو تو نہ کسی نے پکڑا اور نہ اسے معافی مانگنے پر مجبور کیا گیا ؎

تم جسے چاہو چڑھالو سر پر
ورنہ یوں دوش پہ کاکل ٹھہرے

جنرل صاحب! آپ بھی جانتے ہیں اور ہم بھی بخوبی سمجھتے ہیں کہ یہ معافی ڈاکٹر قدیر صاحب سے کیوں منگوائی گئی یہ راز اب کوئی راز نہیں رہا دراصل آپ حضرات میں وہ صلاحیت اور جرات ہی نہیں کہ آپ امریکہ اور اسرائیل جیسے ظالم دشمن اسلام اور پاکستان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرسکیں۔ان کے سامنے کلمۂ حق کہہ سکیں لیکن آپ میں اتنی عقل تو کم از کم ہونی چاہیے تھی کہ اس ساری کارروائی کو خفیہ رکھتے ایٹم بم کا موجد ایک جرمن سائنس دان تھا جو جرمنی سے بھاگ کر امریکہ آیا اور امریکہ کے ہتھے چڑھ گیا، امریکہ نے ایٹم بم بنایا اور اسے جاپانیوں پر استعمال بھی کیا، لاکھوں انسان لقمۂ اجل بنے پھر یہی ایٹمی راز فرانس، اسرائیل، چین، روس اور بھارت کو مہیا ہوئے کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ 1954ء میں امریکی سائنسدان جس کا نام ''جے رابرٹ اوپن ہیمر'' نے اور 2000ء میں دوسرے امریکن سائنس دان ''وین ہولی'' نے ایٹمی راز چین اور روس کو مہیا کئے تھے۔مگر امریکی حکومت نے ان کے خلاف اس طرح تو کارروائی نہیں کی تھی جس طرح آپ نے کی ہے۔انہیں بدنامی سے بچانے کے لئے معافی کا فیصلہ امریکی حکومت نے بھی کیا تھا جس کی کانوں کان کسی کو خبر نہ ہوئی۔اگر آپ نے بھی یہ چاند چڑھانا ہی تھا تو اس ساری کارروائی کو خفیہ بھی رکھ سکتے تھے، جو آپ نے نہیں رکھی۔ کیونکہ اس کارروائی کو خفیہ رکھنے سے امریکہ اور اسرائیل کے وہ مقاصد پورے نہیں ہوتے تھے جو وہ پسِ پردہ حاصل کرنا چاہتے تھے۔

جہاں تک ''انٹرنیشنل اٹامک انرجی کمیشن'' کی اس رپورٹ کا تعلق ہے جو آپ تک پہنچی ہے اور جس پر آپ نے یہ ساری کارروائی کی ہے اسے قوم کے سامنے پیش کریں، اس پر پارلیمنٹ کے اندر بحث کروائیں، خاص طور پر اب جبکہ ایران اور شمالی کوریا نے سرکاری طور پر اس بات کی تردید کر دی ہے کہ انہوں نے ڈاکٹر قدیر خان سے کوئی ایٹمی راز حاصل نہیں کئے، حکومت پاکستان نے اس بارے میں جھوٹ بولا ہے، اس رپورٹ کا باہر آنا اور ضروری ہوگیا ہے۔

پوری قوم اس سانحے پر نادم اور شرمندہ ہے جو موجودہ حکمرانوں کے ہاتھوں قوم کو پیش آیا، اندر خانے نہ جانے آپ نے

ڈاکٹر قدیر کو کیا کہا کہ وہ معافی مانگنے پر مجبور ہو گئے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ پوری قوم اس سانحۂ جانکاہ پر اپنے دل و دماغ کی گہرائیوں سے خود ڈاکٹر عبدالقدیر خان سے معافی کی طلب گار ہے، جنہوں نے قوم کو اس جنجال سے نکالنے کے لئے اپنی ذلت اور رسوائی کی بھی پروا نہیں کی انہوں نے اپنے جسم و جاں، قابلیت صلاحیت محنت اور زندگی کا سکھ چین، آرام تو پہلے ہی قوم پر قربان کر دیا تھا، لے دے کے ان کے پاس عزت و شہرت بچی تھی اسے بھی قوم پر قربان کر دیا عوام کو اس وقت ڈاکٹر عبدالقدیر کے جذبات و احساسات کا بڑی شدت کے ساتھ احساس ہے۔ڈاکٹر عبدالقدیر کے ذہنی کرب سے ہر محبِّ وطن پاکستانی خوب واقف ہے یقیناً غالبؔ کی زبان میں وہ دن رات یہی کہہ رہے ہونگے۔

لو وہ بھی کہہ رہے ہیں کہ یہ بے ننگ و نام ہے
یہ جانتا اگر تو لٹاتا نہ گھر کو میں

جنرل صاحب! ذرا ہمت سے کام لیجئے اس طرح تو مسائل حل نہیں ہوتے بلکہ مسائل پیدا ہوتے ہیں مسائل کو حل کرنے کے لئے بعض اوقات ہمت اور بہادری سے بھی کام لینا پڑتا ہے آپ تو خواہ مخواہ یہودیوں اور نصرانیوں کے آگے بچھے چلے جا رہے ہیں۔ان کی ہر خواہش پر ''یس سر'' کہہ کر آپ قوم و ملک کی کونسی خدمت سرانجام دے رہے ہیں، کون سا کام سنوار رہے ہیں۔قوموں کی زندگی اس بات کا تو نام نہیں ہے کہ بس سانس آتی جاتی رہے، زندہ رہنے کے لئے حمیّت غیرت کا ہونا بھی ضروری اور لازمی ہے کشمیر فلسطین اور چیچنیا کے مجاہدین کی تحریکیں آپ کے سامنے ہیں وہ نہ جانے کب سے ظلم و ستم کا نشانہ بنے ہوئے ہیں مگر انہوں نے ہتھیار نہیں پھینکے طالبان کے ساتھ کیا کچھ نہیں ہوا جس میں آپ بھی طاقت کے ساتھ شامل ہیں لیکن وہ بھی بدلے ہوئے حالات کے تحت اپنی جنگ جاری رکھے ہوئے ہیں کیا پاکستان اپنے اندر ان تنظیموں جتنی بھی سکت نہیں رکھتا؟ آپ ہمیں افغانستان اور عراق کا نام لے کر ڈراتے رہتے ہیں لیکن یہ نہیں سوچتے کہ افغانستان اور عراق کے معاملے میں خود امریکہ بھی ایک مشکل میں پھنس گیا ہے امریکہ کے اندر بھی صدارتی انتخاب کی وجہ سے بش کے خلاف ایک ہلچل موجود ہے۔صدر اپنے اعمال بد کی وجہ سے خود نرغے میں ہے یاد رہے یہ دنیا بھی ایک مکافاتِ عمل کا نام ہے صدام حسین کے انجام سے عبرت حاصل کریں، ایک وقت اس پر بھی ایسا تھا کہ اس نے امریکہ کے اشارے پر ایران پر حملہ کیا کویت کو امریکہ کے ایماء پر نشانہ جارحیت بنایا، امریکہ کے اشارے پر ناچتا رہا، جب امریکہ نے اس سے سارے کام نکلوا لئے تو پھر وہی صدام حسین امریکہ کے لئے گردن زنی ہو گیا اور آج اس کی حالت دیکھ کر دل لرز اٹھتا ہے آج کا یہ صدام حسین کیا ہمارے لئے مقام عبرت نہیں ہے؟ منفی سوچ، منفی عمل کا سبب بنتی ہے، منفی عمل سے بچنے کے لئے اپنی سوچ کو مثبت انداز میں برقرار رکھنا ضروری اور لازمی ہے آپ بھی اپنی سوچ کو مثبت انداز فکر کی عادت ڈالئے کہ اس میں ہماری اور ہمارے ملک کی فلاح و بہبود کا راز مضمر ہے:

صَر صَر، سموم و حبس کی باتیں ہیں چارسو — اے کاش کوئی ہوتا جو کرتا صبا کی بات
کیوں ڈھونڈتا ہے پھر کسی آتش نوا کو جی — کرتا جو رزم گاہ میں لطف فنا کی بات
شکوہ ہے مجھ سے ایک ہی یاروں کو رات دن — کرتا ہے دورِ زر میں بھی خالدؔ خدا کی بات